

۲۴ صفر المظفر ۱۴۴۶ھ / 30 اگست 2024ء

فکرِ رضا...

تعارف اور ضرورت واہمیت

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان (مرکزی دفتر) جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

مجلس علماء نظامیہ پاکستان Join our channel
مجلس علماء نظامیہ پاکستان Follow our Account
Jamia Nizamia Rizvia Like our Page
Jamia Nizamia Rizvia Like our Page
You Tube Jamia Nizamia Rizvia Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا ... [اٰلِ عمران 3:103]

انسان کی عادت ہے کہ وہ نئی چیز کو پسند کرتا اور ترجیح دیتا ہے... جب کہ جو چیز پرانی ہو جائے اُس سے توجّہ ہٹ جاتی ہے۔ عربی مقولہ ہے: کُلُّ جَدِیۡدٍ لَذِیۡذٌ (ہر نئی چیز لذیذ محسوس ہوتی ہے)۔ یہی وجہ ہے کہ بہروپیے لوگ دوسروں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لیے نئے سے نئے کرتب دکھاتے ہیں اور سیاسی لیڈر بھی نئے نعروں کے ذریعے عوام کو بے وقوف بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔

دانا لوگ یہ نہیں دیکھتے کہ نیا کیا ہے، بلکہ یہ دیکھتے ہیں کہ فائدہ کس میں ہے! اگر نئی چیز نقصان دہ ہو اور پرانی فائدہ مند ہو تو عقل مند کبھی بھی نئی چیز کو اختیار نہیں کرتے۔ اسلامی تہذیب کو پرانا قرار دے کر جدید مغربی تہذیب پسند کرنے والوں کو اقبال نے کہا:

اُٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے

شیخ الاسلام والمسلمین خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمہ سے کسی شخص نے کہا: بے دین لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام کا چودہ سو سالہ پرانا نظام جدید دَور کی ضروریات پوری نہیں کر سکتا۔ آپ نے جو خوب صورت جواب دیا اُس کا خلاصہ یہ ہے: نظامِ شریعت کا قدیم ہونا اِس کی تر و تازگی سے رُکاوٹ نہیں ہے، سورج تو اِس سے بھی بہت پرانا ہے۔ جیسے پرانا ہونے کے باوجود قیامت تک سورج ہی روشنی دے گا اور ہر روز پوری آب و تاب سے چمکے گا، اِسی طرح چودہ سو سالہ پرانا ہونے کے باوجود اسلامی نظام ہی قیامت تک لوگوں کی کامل راہ نمائی فرمائے گا اور ہر دَور میں پوری شان و شوکت کے ساتھ باقی رہے گا۔ (فوز المقال فی خلفائے پیر سیال، ج:4، ص:264)

ازل سے ربّ تعالیٰ کا یہ فیصلہ تھا کہ اُس کے محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم آخری نبی ہوں گے اور اُن کی شریعت آخری شریعت ہو گی اور حکمت کا تقاضا یہ بھی تھا کہ وقت گزرنے کے ساتھ اِس شریعت کی رونق و تازگی میں فرق نہ آئے؛ تاکہ لوگ اِس سے دُور نہ ہوں؛ لہٰذا ربِّ کریم نے ایسا انتظام فرما دیا کہ قیامت تک نظام پرانا ہی رہے گا، تاہم چاشنی ہر دَور میں نئی ہو گی۔ وہ انتظام یہ ہے کہ ربّ تعالیٰ نے ہر دَور میں ایسے افراد پیدا فرمائے اور پیدا فرماتا رہے گا جنھوں نے دین کی رونق کو ہمیشہ دوبالا رکھا اور آئندہ بھی رکھیں گے۔

سیدنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ جانِ جہاں صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: إِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ یَبۡعَثُ لِھٰذِہِ الۡأُمَّۃِ عَلٰی رَأۡسِ [1] کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَّنۡ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیۡنَھَا۔ "یقیناً اللہ تعالیٰ اِس اُمت کے لیے ہر سو سال کے اختتام / آغاز پر مُجَدِّد بھیجے گا جو اُمّت کے لیے دین کو تازہ کر دے گا۔" (سنن ابو داؤد، حدیث:4291)

---

[1] محاورۂ عرب کے مطابق لفظِ "رأس" آخِر کے معنی میں ہے، مگر مجدّد کا فیضان صدی کے اختتام سے ختم نہیں ہوتا، بلکہ اگلی صدی کے آغاز میں بھی اُس کا فیضان موجود و جاری رہتا ہے۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے: فتاوٰی رضویہ، ج:27، مسئلہ:1)

اِس حدیثِ پاک میں دی گئی خوش خبری کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ہر صدی (ہجری) کے اختتام پر ایسا صحیح العقیدہ اُمّتی یا کئی افراد پیدا فرمائے جو شریعت وطریقت کے علم سے آراستہ تھے، تقویٰ وپرہیز گاری میں بے مثال تھے، اُنھوں نے بغیر کسی خوف ولالچ کے دین وشریعت کو عام کیا اور گمراہی وبدعات کے خلاف بھرپور جہاد کرکے دین کی رونق کو دوبالا کر دیا۔

گزشتہ صدی میں جب بے دینوں کی طرف سے عقائد کو بگاڑنے کی کوشش کی گئی اور نئے نئے فتنے پیدا ہوئے تو خالقِ کائنات نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان ماتُریدی حنَفی قادِری رحمۃ اللہ علیہ کو دین کی رونق دوبالا کرنے کے لیے منتخب فرمایا۔ آپ نے عقائد کی اِصلاح، سنتوں کو پھیلانے اور گمراہی وبدعت کو ختم کرنے کے لیے ایسی خدمات سرانجام دیں کہ دُنیا بھر کے علمائے حق نے آپ کو مجدِّد قرار دیا، بلکہ آپ کی جلیل القدر خدمات کا یہ نتیجہ ہوا کہ آپ کی شخصیت حق کی پہچان بن گئی، اہلِ سنّت وجماعت کو ''سُنّی بریلوی'' کہا جانے لگا اور عقائدِ اہلِ سنت کو ''فکرِ رضا'' کا نام دے دیا گیا۔

آپ کا مختصر تعارف یہ ہے کہ ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ / 14 جون 1856ء کو بھارت کے شہر بریلی میں پیدا ہوئے۔ دادا محترم مولانا شاہ رضا علی خان اور والدِ گرامی مولانا شاہ نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہما نامور علمائے ربّانیّین تھے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیر معمولی صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ حافظہ ایسا شان دار تھا کہ اُستاذ بھی حیران رہ جاتے۔ فقط چار سال کی عمر میں قرآنِ مجید مکمل کر لیا۔ تیرہ برس، دس ماہ کی عمر میں، 1869ء کو مکمل عالمِ دین بننے کے بعد والدِ گرامی کی نگرانی میں فتوٰی لکھنے کا آغاز کیا اور یہ سلسلہ وصال تک پورے 54 سال جاری رہا۔ اللہ تعالیٰ نے تمام قدیم وجدید علوم میں اعلیٰ درجہ کی مہارت عطا فرمائی تھی۔

آپ نے اُردو زبان میں قرآنِ مجید کا بہت شان دار ترجمہ کیا، جس کا نام کَنزُ الإیمان ہے، آپ کے نہایت تحقیقی فتاوٰی بھی ''فتاوٰی رضویہ'' کے نام سے شائع ہو چکے ہیں، جو 33 ضخیم جلدوں پر مشتمل ہیں۔ اِس کے علاوہ بھی آپ نے سینکڑوں کتابیں لکھیں، نیز حمدِ خُدا، نعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور بزرگوں کے مناقب میں سینکڑوں اشعار کہے۔

خدماتِ دینیہ سے بھرپور زندگی گزارنے کے بعد ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ / 28 اکتوبر 1921ء کو جمعہ کے دن وصال فرمایا۔ وصال سے پہلے حدیثِ مبارک پر عمل کے لیے اپنے صاحب زادے مفتیٔ اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ سے سورۂ یٰسین اور سورۂ رعد کی تلاوت سنی، سفر کے وقت کی مسنون دُعائیں پڑھیں، کلمہ طیبہ پڑھا، رُوحِ مبارک پرواز کرتے وقت چہرہ نور سے چمک رہا تھا۔[1]

فتنوں کے اِس دَور میں ایمان کی حفاظت کے لیے عقائدِ اہلِ سنّت پر استقامت بے حد ضروری ہے اور اِسی کو ''فکرِ رضا'' کہا جاتا ہے۔ چنانچہ آج کے خطبہ میں فکرِ رضا کے تعارف اور اُس کی ضرورت واہمیت سے متعلق کچھ گفتگو کی جائے گی۔

---

[1] تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے: مجلہ النظامیہ کا امام احمد رضا نمبر [دسمبر 2018ء]، ص: 15 تا 20 https://drive.google.com/file/d/1sB7HnnZke6MCoAn28eRh-lUDu0HMXzFY/view?usp=sharing

”بریلویّت“ اور ”فکرِ رضا“ کا تعارف

بعض کاموں / اشیا میں ایک شخص یا کچھ افراد اتنے ماہر ہوتے ہیں کہ وہ اُس عمل یا چیز کی پہچان بن جاتے ہیں اور وہ کام / شے اُن کے نام سے مشہور ہو جاتی ہے۔ اُن کے نام سے یہ مقصود نہیں ہوتا کہ وہ اُن کی بنائی ہوئی ہے، بلکہ اُس عمل یا شے کی نوعیت اور معیار واضح کرنے کے لیے اُن کا نام لیا جاتا ہے۔ اِس کی بہت سی مثالیں ہیں:

- مٹی کے برتنوں اور روغنی ٹائلوں پر ہاتھ سے خوب صورت پھول، پتیاں اور دل کَش نقش بنانے کو ”ملتانی کاشی گری / کاری گری“ کہا جاتا ہے، اِس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ فن کاری فقط ملتان میں ہوتی ہے، بلکہ کام کی نوعیت بتانے کے لیے یہ نام ذکر کیا جاتا ہے۔
- دُنیا بھر میں قرآنِ حکیم کی جو قراءت سب سے زیادہ پڑھی جاتی ہے اُسے حضرت امام عاصِم بن ابو النَّجُود علیہ الرحمہ (م129ھ) کی نسبت سے ”قراءتِ عاصم“ کہا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ قرآنِ حکیم ربِّ کریم کا کلام ہے، سرورِ عالَم ﷺ نے ہم تک پہنچایا ہے، امام عاصم علیہ الرحمہ کی طرف سے اُس میں ایک لفظ کیا ایک حرکت کی بھی کمی بیشی نہیں ہے، پھر اُن کی طرف نسبت کیوں؟ صرف اِس لیے ہے کہ اُنھوں نے اِس قراءت کو خوب اچھی طرح محفوظ کر کے ہم تک پہنچایا ہے۔

چوتھی صدی ہجری کے ایک بہت بڑے عالِم شیخ ابو منصور محمد ماتُریدی رحمۃ اللہ علیہ (م۳۳۳ھ / 944ء) ہیں، اُنھوں نے اپنے دَور کے فتنوں کا خوب صفایا کیا اور عقائدِ اہلِ سنت کی بہترین تشریح کی، اُن کی نسبت سے اہلِ سنّت وجماعت کو ”ماتُریدی“ کہا جانے لگا۔ بعد میں ہر دَور کے علما حق کی پہچان کے لیے یہی نسبت ذکر کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اُنھوں نے نئے عقائد ایجاد نہیں کیے، بلکہ قرآن وسنت میں بیان کیے گئے عقائد کی ہی تشریح کی، تاہم اُن کے نام کی چھاپ لگ گئی اور حق پرست خود کو اُن کی نسبت سے ”سُنّی ماتُریدی“ کہنے لگے۔

اِسی طرح چودھویں صدی ہجری میں جب انگریزوں کی پُشت پناہی میں باطل پرستوں نے عقائدِ اہلِ سنّت کو بگاڑنے کی کوشش کی تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے ڈٹ کر اُن کا مقابلہ کیا اور اپنی کتابوں میں عقائدِ حقّہ کو دلائل کے ذریعے خوب واضح کیا، چنانچہ اُن کا نام بھی حق کی علامت و پہچان بن گیا، اُن کی نسبت سے اہلِ سنّت وجماعت کو ”سُنّی بریلوی“ کہا جانے لگا اور عقائدِ اہلِ سنت کو ”فکرِ رضا“ کا نام دے دیا گیا۔ خوب یاد رکھنے کی بات ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ

⇐ مسلکی اعتبار سے خالص ”سُنّی ماتُریدی“ ہیں، یہ امام ابو منصور محمد ماتریدی کی طرف نسبت ہے۔

⇐ فقہی مسائل میں امامِ اعظم ابو حنیفہ حضرت نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہما کے مقلِّد ہیں اور پکّے ”حنَفی“ ہیں۔

⇐ مشرب وطریقت میں غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمہ کے سلسلے میں ہیں اور سچّے ”قادِری“ ہیں۔

⇐ جب کہ اُن کے وطن ”بریلی“ شریف (یو۔پی۔ بھارت) کی وجہ سے اُنھیں ”بریلوی“ کہا جاتا ہے۔

آپ نے کوئی نیا عقیدہ و مسلک ایجاد نہیں کیا، بلکہ عقائدِ اہلِ سنت کی بہترین تشریح کرنے کے سبب آپ کی نسبت ذکر کی جاتی ہے۔

”فکرِ رضا“ کیوں ضروری ہے؟

ہمارے دَور میں تجارت کے اندر جعل سازی عروج پر ہے، لوگ زیادہ نفع کمانے کے لیے لالچ میں نقلی اور غیر معیاری چیزیں بناتے اور بیچتے ہیں۔ اِس مکر و فریب سے بچنے کے لیے عموماً کوئی چیز خریدنے سے پہلے تجارتی علامت / خاص نشان (Brand / برانڈ) چیک کیا جاتا ہے اور خریدار کسی اچھی کمپنی کا نشان دیکھ کر اُس برانڈڈ چیز پر مطمئن ہو جاتا ہے۔ یہ ایک الگ بحث ہے کہ ملکی مصنوعات کو ترجیح دینی چاہیے اور برانڈ کے چکر میں ملکی معیشت کو نقصان نہیں پہنچانا چاہیے... فی الحال فقط یہ بات سمجھانا مقصود ہے کہ تجارت کی دُنیا میں ناتجربہ کار شخص اصلی اور معیاری چیز کی پہچان برانڈ کے ذریعے کرتا ہے، ورنہ قوی امکان ہوتا ہے کہ وہ دھوکا کھا جائے۔

بالکل اِسی طرح ہمارے دَور میں مذہب کے حوالے سے جعل سازی بھی عروج پر ہے، بدمذہب اور فتنہ پرور دُنیاوی مفادات کی خاطر قرآن و سنت کا غلط مفہوم بیان کر کے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ اِس فریب کاری سے بچنے کا طریقہ بھی یہی ہے کہ عقیدہ لینے سے پہلے اُس کو پرکھا جائے، اگر وہ عقیدہ اُن بزرگوں کی تعلیمات کے مطابق ہو جنھیں عقائد کی تشریح میں امام تسلیم کیا گیا ہے تو اُسے قبول کر لیا جائے... اور اگر اکابر کی تشریحات کے خلاف ہو تو سمجھ لیا جائے کہ یہ فتنوں کے دَور کا ایک نیا فتنہ ہے۔

اِس بات کا ذکر ہو چکا کہ گزشتہ صدی میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ نے عقائدِ اہلِ سنّت پر خوب پہرا دیا ہے؛ اِسی لیے آپ کا نام حق کی پہچان بن گیا ہے۔ چنانچہ جو شخص قرآن و سنت کا گہرا علم نہیں رکھتا اُس کے لیے سچے عقیدے اور سُچے نظریہ کی پہچان کا آسان طریقہ یہ ہے کہ وہ ”فکرِ رضا“ کو معیار بنالے؛ کیونکہ یہ عقائدِ اہلِ سنّت و جماعت کا ہی دوسرا نام ہے... جو بات فکرِ رضا کے موافق ہو اُسے قبول کر لے اور جو فکرِ رضا کے خلاف ہو اُس کے بارے سمجھ لے کہ یہ ایک نیا فتنہ ہے۔ اگر ایسا نہ کرے تو قوی امکان ہے کہ دھوکے میں مبتلا ہو کر عقیدہ خراب کر بیٹھے گا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور عقائدِ اہلِ سنت کا تحفّظ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان ماتُریدی حنفی قادِری علیہ الرحمہ نے جس انداز سے دینِ اسلام اور عقائدِ اہلِ سنّت و جماعت کا تحفّظ کیا اُس کے ذکر سے ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ آپ کے دَور میں فتنے اِس قدر تھے کہ ایک جانب مرزا قادیانی لعین نے نبوّت کا جھوٹا اعلان کر رکھا تھا... دوسری طرف علما کے روپ میں بڑے بڑے نامور لوگ شانِ اُلوہیت اور شانِ رسالت میں کھلی گستاخیاں کر رہے تھے... صحابہ و اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کے دشمن بھی اپنا زہر تیزی سے پھیلا رہے تھے... اور اِن کے ساتھ ساتھ ہندو اتحاد کا جھانسا دے کر ہندوستان میں مسلمانوں کو ہمیشہ کے لیے غلام بنانے کے منصوبے بنانے میں مصروف تھے۔ اِن حالات میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے چَومکھی لڑائی لڑی اور تمام دشمنانِ دین کا پوری قوّت سے مقابلہ کیا۔ چند مثالیں پیشِ خدمت ہیں:

تقدیسِ شانِ اُلُوہیت: خالقِ کائنات جلّ جلالہٗ کی شانِ رفیع کے دفاع سے متعلق کردارِ رَضا کچھ یوں ہے:

اللہ تعالیٰ کی ذات تمام صفاتِ کمال سے متّصف ہے اور کوئی بھی عیب و نقص ایسا نہیں کہ اُس کی نسبت باری تعالیٰ کی طرف کی جاسکے۔ ہر مسلمان لفظِ "سُبْحٰنَ اللہ"، (اللہ پاک ہے) "سُبُّوح" اور "قُدُّوس" وغیرہ الفاظ میں اِسی بات کا اقرار کرتا ہے۔

انگریز دَور میں جہاں دیگر بہت سے فتنے پیدا ہوئے وہاں یہ عقیدہ بھی پیش کیا گیا کہ (معاذ اللہ) "اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے، اگرچہ بولتا نہیں ہے۔" ایک فرقہ آج تک اپنا یہ خبیث عقیدہ چھوڑنے کے لیے تیار نہیں اور اب بھی کتابیں لکھ کر اپنا یہ جھوٹا موقف ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔[1]

امامِ اہلِ سنت علیہ الرحمہ نے باری تعالیٰ کی شانِ اقدس کا تحفّظ کرنے اور اِس پلید عقیدے کو ردّ کرنے کے لیے کئی رسالے لکھے، جس میں سے ایک کا نام سُبْحٰنُ السُّبُّوح عَنْ عَیْبِ کِذْبٍ مَقْبُوح ہے۔ یہ رسالہ فتاوٰی رضویہ کی پندرہویں جلد میں موجود ہے اور اپنے ضمیمہ کے ساتھ ڈیڑھ سو سے زیادہ صفحات پر مشتمل ہے۔ اِس رسالے کے آغاز میں آپ نے اکابر علما کی 30 تصریحات ذکر کیں، پھر باری تعالیٰ کے جھوٹ سے پاک ہونے پر 30 پختہ دلائل بیان فرمائے، پھر جھوٹ کی نسبت کرنے والوں پر 40 تازیانے برسائے اور غلط استدلالات کی تردید میں 21 دلائل ذکر کیے۔ اِس رسالے کو پڑھ کر اہلِ علم تو داد دیتے ہی ہیں، تاہم کئی باتیں ایسی عام فہم ہیں کہ عوام بھی عَش عَش کر اُٹھتے ہیں۔ ایک مقام کا خلاصہ یوں ہے: "کتبِ احادیث و سیرت میں مذکور ہے کہ کئی خوش نصیب عقل مند رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ پُر نور کا جمالِ جہاں آرا دیکھ کر ایمان لے آئے اور کہا: "یہ حسین و نورانی چہرہ جھوٹ بولنے والے کا نہیں ہو سکتا"، جب ربِّ کریم نے اپنے حبیب ﷺ کا رُخِ انور ایسا حسین بنایا جس پر دو عالَم کی بہار نثار ہے تو اُس کے اپنے جلوے کی پاکی و قُدّوسی کا کیا کہنا! اُس کا جلوہ دیکھنا کسی کے بس میں نہیں، ورنہ اگر وہ جلوہ ظاہر ہو تو خوب واضح ہو جائے کہ اُس کی طرف جھوٹ کی نسبت کرنا کتنا بڑا جھوٹ ہے!

(دیکھیے فتاوٰی رضویہ، ج:15، ص:351۔ اِس رسالے کا آغاز صفحہ 311 سے ہے۔ اِس کے بعد اِس موضوع پر مزید رسالے بھی موجود ہیں)

آپ نے قدیم فلسفہ کے باطل نظریات کی تردید کے لیے اَلْکَلِمَۃُ الْمُلْھَمَۃ نامی رسالہ تحریر فرمایا، جو فتاوٰی رضویہ کی 27ویں جلد میں موجود ہے۔ تقریباً 200 صفحات پر مشتمل اِس وقیع رسالے کے پہلے مقام کی تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فاعلِ مختار ہے، اُس کے کسی بھی فعل کے لیے وجہِ ترجیح کی ضرورت ہے نہ ہی شے میں قابلیت کی حاجت ہے... وہ جو چاہے جب چاہے جیسے چاہے کرتا ہے۔

قرآنِ حکیم کے ترجمہ میں نااہلوں نے لکھ دیا تھا: منافق اللہ کو دھوکا دیتے ہیں اور وہی اُن کو دھوکا دے گا... اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ ترجمہ یوں ہوگا: "منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو دھوکا دیا (دینا) چاہتے ہیں اور وہی اُنھیں غافل کر کے مارے گا۔" [النساء:142]

---

[1] اِس پر اسماعیل دہلوی نے "یک روزہ" نامی کتاب لکھی۔ فتاوٰی رشیدیہ میں کتاب العقائد کا پہلا فتوٰی اِسی موضوع پر ہے۔ اِس کے قائلین کی تازہ تحریرات اور فتاوٰی کے لیے گوگل یا کسی اور سرچ انجن پر "امکانِ کذب" لکھ کر تلاش کریں۔

تحفّظِ ختمِ نبوّت: اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے دَور میں مرزا قادیانی لعین نے نبوّت کا جھوٹا دعوٰی کیا۔ وہ خود تو قرآنِ کریم میں تحریف کر ہی رہا تھا، ساتھ کچھ اور لوگ بھی اُس کا ہاتھ بٹانے لگے۔ ایک فرقہ کے نامور عالِم قاسم نانوتوی نے اپنی کتاب تَحْذِیْرُ النَّاس میں لکھا کہ قرآنِ حکیم میں مذکور لفظِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن سے "آخری نبی" مراد لینا عوام کا خیال ہے (حقیقت میں اِس کا یہ معنٰی نہیں)... اور یہ بھی لکھا کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے زمانۂ اقدس میں بھی کسی اور نبی کو فرض کر لیا جائے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے خَاتَمِ النَّبِیّٖن ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ وہ غلیظ بات تھی جس نے مرزا قادیانی کو جھوٹے دعوٰی کے لیے تائید فراہم کی اور آج تک قادیانی اِس کتاب کا حوالہ دے کر کم علم مسلمانوں کو مرتد بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔

اِن حالات میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان ماتُریدی حنفی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے تحفّظِ ختمِ نبوت کے لیے مختلف فتاوٰی جات کے ساتھ ساتھ کئی مستقل رسالے بھی لکھے۔ آپ نے پختہ دلائل سے ثابت کیا کہ آیتِ کریمہ میں خاتم النبیین کا معنٰی "آخری نبی" ہی ہے، یہ لفظ عام ہے اور اِس سے صراحتًا ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بعد کسی بھی طرح کی نئی نبوّت ہے ہی نہیں۔ اِس آیت میں کوئی بھی تاویل کرنا اور کسی بھی طرح سے شکوک وشبہات پھیلانا صریح کفر ہے۔[1] نیز آپ نے عقیدۂ ختمِ نبوّت کو ثابت کرنے کے لیے 120 احادیثِ مبارکہ ذکر فرمائیں، جن کے راویوں اور اصحاب میں 60 صحابۂ کرام اور 11 تابعین علیہم الرضوان ہیں۔[2]

تحفّظِ ناموسِ رسالت: انگریزوں کے دَور میں ایک بہت بڑا فتنہ یہ بھی اُٹھا کہ کچھ لوگ جان بوجھ کر سرورِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے فضائل وکمالات کا انکار کرنے لگے، کہتے کہ یہ دلائل سے ثابت نہیں، یہ بیماری آج تک باقی ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے ربِّ کریم کی توفیق سے اِس فتنہ کے خلاف بھی خوب جہاد کیا اور نبیِ مکرّم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے فضائل وکمالات کو ٹھوس دلائل سے ثابت کیا۔

آپ کی خدمت میں سوال کیا گیا کہ بعض لوگ نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے افضل المرسلین ہونے کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اِس پر قرآن وحدیث سے دلیل پیش کرو! آپ نے تقریباً 130 صفحات پر مشتمل رسالہ تَجَلِّی الْیَقِیْنِ بِاَنَّ نَبِیَّنَا سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْن تحریر فرمایا، جس میں 10 آیاتِ قرآنیہ، 18 وحیِ ربّانی (دیگر آسمانی کتب کی نصوص) اور 100 سے زائد احادیثِ مبارکہ سے ثابت کیا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تمام مخلوق سے افضل واعلیٰ ہیں۔[3] سب سے اولیٰ واعلیٰ ہمارا نبی سب سے بالا ووالا ہمارا نبی

رسالے کے آخر میں آپ نے اپنے ایک خواب کا ذکر بھی فرمایا، جس کا خلاصہ یوں ہے: مَیں نے دیکھا کہ اپنے مکان کے سامنے شارعِ عام پر کھڑا ہوں اور موٹے شیشے کا ایک فانوس ہاتھ میں ہے، مَیں اُسے روشن کرنا چاہتا ہوں، لیکن دو افراد میرے دائیں بائیں

---

[1] دیکھیے رسالہ اَلْمُبِیْن خَتْمَ النَّبِیّٖن، فتاوٰی رضویہ، جلد 14۔ نوٹ: ختمِ نبوّت پر آپ کے باقی رسائل جلد 15 میں ہیں۔

[2] فتاوٰی رضویہ، ج:15، ص:689، 711۔ اِس رسالہ کا آغاز صفحہ 629 سے ہے۔

[3] یہ رسالہ فتاوٰی رضویہ کی جلد:30، ص:129 تا ص:266 پر موجود ہے۔

کھڑے ہیں وہ پھونک مار کر بجھا دیتے ہیں، اتنے میں مسجد کی طرف سے حضور سید المرسلین ﷺ تشریف لائے، واللہ العظیم! حضور ﷺ کو دیکھتے ہی وہ دونوں ایسے غائب ہوگئے کہ معلوم نہیں آسمان کھا گیا یا زمین نگل گئی۔ پھر حضور پُر نور ﷺ میرے پاس تشریف لائے، اور اتنے قریب رونق افروز ہوئے کہ شاید ایک بالشت یا اِس سے بھی کم فاصلہ تھا اور حد درجہ مہربانی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''پھونک مار! اللہ روشن کر دے گا۔'' مَیں نے پھونکا تو ایسا عظیم الشان نور پیدا ہوا کہ سارا فانوس اس سے بھر گیا، والحمد للہ رب العالمین۔

بعض لوگوں نے کہا: دُرودِ تاج اور دلائل الخیرات پڑھنا شرک ہے؛ کیونکہ دُرودِ تاج میں یہ جملہ ہے: دَافِعِ الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ وَالْقَحْطِ وَالْمَرَضِ وَالْأَلَمِ، بلائیں دُور کرنا اللہ تعالیٰ کی شان ہے؛ لہٰذا آپ ﷺ کو دَافِعُ الْبَلَاء کہنا شرک ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً پونے تین سو صفحات پر مشتمل رسالہ اَلْاَمْنُ وَالْعُلٰی لِنَاعِتِی الْمُصْطَفٰی بِدَافِعِ الْبَلَاء تحریر فرمایا۔ اس رسالہ کے پہلے باب میں چھ آیاتِ مبارکہ اور 60 احادیثِ طیبہ ذکر کیں اور دوسرے باب میں 44 آیاتِ کریمہ اور 240 احادیثِ شریفہ ذکر فرمائیں۔ یوں تقریباً 50 آیاتِ مبارکہ اور 300 احادیثِ طیبہ سے ثابت کیا کہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے سرکارِ دوعالَم ﷺ نعمتیں دیتے ہیں اور بلائیں دُور فرماتے ہیں۔ یہ مبارک رسالہ فتاوٰی رضویہ، جلد:30، ص:359 تا 635 میں فیض لُٹا رہا ہے۔

دفاعِ صحابہ واہلِ بیت: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے جہاں شانِ اُلوہیت اور ناموسِ رسالت کا تحفّظ کیا، وہاں اپنے دَور میں صحابۂ کرام اور اہلِ بیتِ عظام علیہم الرضوان سے متعلق پیدا ہونے والے فتنوں کا بھی خوب مقابلہ کیا۔

ایک فتنہ یہ کھڑا ہوا کہ سیدنا علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ خلیفۂ اول بلا فصل سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں۔ بعض لوگ آج بھی اِس حوالے سے اُمّت میں انتشار پھیلانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ امام احمد رضا خان ماتُریدی حنفی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اِس فتنہ کی سرکُوبی کے لیے کئی رسالے تحریر فرمائے، تقریباً 200 صفحات پر مشتمل رسالہ اَلزُّلَالُ الْأَنْقٰی مِنْ بَحْرِ سَبْقَةِ الْأَتْقٰی فتاوٰی رضویہ کی 28ویں جلد میں موجود ہے۔ نیز آپ نے مَطْلَعُ الْقَمَرَیْنِ فِیْ إِبَانَةِ سَبْقَةِ الْعُمَرَیْنِ نامی ایک رسالہ بھی لکھا، اِس کے آغاز میں دس تبصروں کے بعد اجماعِ اُمّت، 10 آیاتِ کریمہ اور 15 سے زیادہ احادیثِ طیبہ [1] سے ثابت کیا کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان سب سے بلند ہے، کوئی اور خاص خوبی میں برتر ہو سکتا ہے، مگر افضلیتِ مطلقہ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا ہی حصہ ہے۔

کسی شخص نے نسب کی فضیلت کا انکار کیا، مقصود یہ تھا کہ سرورِ عالَم ﷺ کی اولادِ پاک یا اہلِ بیت سے ہونا فضیلت کی بات نہیں ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اِس حوالے سے ایک مختصر تحریر کا آغاز کیا، مگر محبتِ اہلِ بیت میں علم کے سمندر نے جوش مارا اور ایک رسالہ تیار ہو گیا۔ آپ نے آخر میں لکھا: خدمتِ گارئ اہلِ بیتِ مصطفٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے لیے یہ بیان ایک رسالہ ہو گیا؛ لہٰذا بلحاظِ تاریخ اِس کا نام إِرَاءَةُ الْأَدَبِ لِفَاضِلِ النَّسَبِ رکھنا انسب، واللہ تعالٰی أعلم۔ (فتاوٰی رضویہ، ج:23، ص:255)

---

[1] یہ رسالہ پورا دستیاب نہیں ہو سکا، ورنہ اُس میں مذکور احادیثِ طیبہ کی تعداد زیادہ تھی۔

حرفِ آخر... عقائدِ اہلِ سنت و فکرِ رضا پر استقامت

قرآنِ مجید اور احادیثِ طیبہ میں خبر دی گئی کہ رسول اللہ ﷺ کے وصالِ اقدس کے بعد اُمّت کئی فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی اور لوگ بزرگوں کا راستہ چھوڑ کر نئے نئے عقائد اختیار کر لیں گے۔ فرقہ پرستی کے وقت صحیح عقیدہ پر استقامت اور حق کی پہچان کے لیے کیا کرنا ہو گا؟ اِس بارے میں ہمیں حکم دیا گیا کہ اُمّتِ مسلمہ کی اکثریت عقائد کے حوالے سے ہمیشہ حق پر قائم رہے گی، چنانچہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ اکثریت کے نظریات اختیار کریں اور فرقوں سے بچیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا... "اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ تھام لو اور فرقوں میں نہ بٹ جانا۔" [اٰلِ عمران 3: 103] "اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو" اِس کا ایک مفہوم یہ ہے کہ قرآنِ مجید کی پیروی کرو۔ جب کہ خلفائے راشدین علیہم الرضوان کے بعد سب سے بڑے فقیہ و مجتہد صحابی سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِس کی تفسیر کی: اِطاعت کرو اور جماعت (مسلمانوں کی اکثریت) کے عقائد پر قائم رہو۔[1]

نبیِ کریم ﷺ نے یہ حکم دیتے ہوئے کسی حدیث میں یوں فرمایا: "جماعت کو اختیار کرنا"، کسی حدیث میں حکم دیا: "سوادِ اعظم کی پیروی کرنا" اور کسی حدیث میں تربیت فرمائی: "میری اور میرے خلفائے راشدین کی سنت پر عمل کرنا"۔

یہ بات بالکل واضح ہے کہ ہر دَور میں اُمّتِ مسلمہ کی اکثریت "اہلِ سنت و جماعت" کے نظریات پر قائم رہی اور اب بھی اِنہی نظریات پر قائم ہے۔

اِس اُمّت کا یہ اعزاز ہے کہ دینِ اسلام کی رونق کو قیامت تک باقی رکھنے اور باطل پرستوں کی سازشوں کا مقابلہ کرنے کے لیے ربِّ کریم ہر صدی میں ایسے علمائے ربّانیّین / خدّامِ دین پیدا فرماتا ہے جو قرآن و سنت کا علم عام کرتے ہیں، عقائدِ حقّہ کو خوب پھیلاتے ہوئے گمراہی کا خاتمہ کرتے ہیں اور سنت کو فروغ دے کر بدعات کو مٹاتے ہیں۔

گزشتہ صدی میں خالقِ کائنات نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان ماتُریدی حنفی قادری رحمۃ اللہ علیہ کو دین کی رونق دوبالا کرنے کے لیے منتخب فرمایا۔ آپ نے توفیقِ الٰہی سے اپنے دَور میں پیدا ہونے والے ہر طرح کے فتنوں کا مقابلہ کیا... تقدیسِ اُلوہیت کا فریضہ بھی انجام دیا... تحفّظِ عقیدۂ ختمِ نبوّت کے لیے بھی علمی جہاد کیا... ناموسِ رسالت کی بھی خوب حفاظت کی... صحابہ و اہلِ بیت کا بھی دفاع کیا.... بلکہ اپنے دَور کے تمام مذہبی و سیاسی فتنوں کے خلاف ایسا علمی کام کیا کہ آج بھی اُمّت اُس سے بے نیاز نہیں۔

---

[1] عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: «اِلْزَمُوْا هٰذِهِ الطَّاعَةَ وَالْجَمَاعَةَ، فَإِنَّهُ حَبْلُ اللّٰهِ الَّذِيْ أَمَرَ بِهِ... (رواه الإمام الحاكم في المستدرك، رقم الحديث: 8663، وقال: حديث صحيح على شرط الشيخين، وأقره على ذلك الذهبي)

25 صفر المظفر ۱۳۴۰ھ (1921ء) کو آپ کا وصالِ مبارک ہوا۔ یومِ وصال کی مناسبت سے آج کے خطبہ میں "فکرِ رضا" سے متعلق چند باتوں کا تذکرہ کیا گیا، جن کا خلاصہ یہ ہے:

⟸ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ مسلکی اعتبار سے "سُنّی ماتُریدی" اور فقہی اعتبار سے "حنَفی" ہیں، غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی قُدِّسَ سِرُّہٗ کے سلسلۂ طریقت کی نسبت سے آپ کو "قادری" اور وطن کی وجہ سے "بریلوی" کہا جاتا ہے۔

⟸ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے کوئی نیا عقیدہ و مسلک ایجاد نہیں کیا، بلکہ اُنہی عقائدِ اہلِ سنت و جماعت کا پرچار کیا ہے جو قرآن و سنت کی صحیح ترین تعبیر اور بزرگانِ دین کی تعلیمات کا نچوڑ ہیں۔

⟸ جیسے دُنیا بھر میں قرآنِ حکیم کی سب سے زیادہ پڑھی جانے والی قراءت کو "قراءتِ عاصم" اِس لیے کہا جاتا ہے کہ حضرت امام عاصِم بن ابو النَّجُود رحمۃ اللہ علیہ نے اِسے خوب اچھی طرح محفوظ کر کے ہم تک پہنچایا ہے، اِسی طرح اہلِ سُنّت و جماعت کو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے "سُنّی بریلوی" صرف اِس لیے کہہ دیا جاتا ہے کہ آپ نے عقائدِ اہلِ سُنّت کی بہترین تشریح فرمائی ہے۔

⟸ "فکرِ رضا" عقائدِ اہلِ سنت و جماعت کا ہی دوسرا نام ہے، یہ کوئی نئی فکر نہیں ہے۔

⟸ جس طرح تجارت میں جعل سازی اور دھوکا دہی سے بچنے کے لیے تجارتی نشان، یعنی برانڈ کو چیک کیا جاتا ہے، اِسی طرح عقائد میں فریب کاری سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ "فکرِ رضا" کو اختیار کیا جائے۔ ہر شخص تجارت کی سمجھ بوجھ نہیں رکھتا، یوں ہی ہر شخص کو قرآن و سنت کی مہارت نہیں ہوتی۔ اگر بزرگوں کی تشریحات کو معیار نہ بنایا جائے تو بھٹکنے کا قوی امکان ہوتا ہے۔

⟸ جس گھر کے گرد حفاظتی پہرا ہو اُسے لوٹنا مشکل ہوتا ہے، جب کہ سکیورٹی نہ ہو تو گھر کو بہت آسانی سے لوٹا جا سکتا ہے... اِسی طرح اگر عقائد پر "فکرِ رضا" کا پہرہ ہو تو ایمان کے لُٹیروں کے لیے اپنا کام کرنا مشکل ہوتا ہے، جب کہ کوئی شخص اپنے بھولے پن کی وجہ سے یہ سمجھے کہ مجھے اعلیٰ حضرت یا دیگر اکابر رحمۃ اللہ علیہم کی ضرورت نہیں، مَیں خود قرآن و سنت پر عمل کر سکتا ہوں تو فتنہ پروروں کے لیے اُسے پھنسانا بہت آسان ہو جاتا ہے۔

شرعی مسئلہ: اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سوال کیا گیا کہ بعض لوگ کہتے ہیں داڑھی منڈوانا حرام نہیں، اگر کوئی داڑھی شریف نہیں رکھتا یا ایک مٹھی سے کم رکھتا ہے تو بھی وہ گناہ گار نہیں ہے۔

آپ نے جواب میں ایک رسالہ لُمْعَۃُ الضُّحٰی فِیْ اِعْفَاءِ اللِّحٰی تحریر فرمایا، جس میں 18 آیاتِ مبارکہ، 72 احادیثِ طیبہ اور 60 ارشاداتِ علما ذکر کر کے ثابت کیا کہ ایک مشت داڑھی رکھنا واجب ہے، اِس سے کم کرنا یا منڈوا دینا حرام و گناہِ کبیرہ ہے۔

(فتاوٰی رضویہ، ج:22، ص:607 تا 677)

اللہ تعالیٰ امامِ اہلِ سنّت علیہ الرحمہ کے درجات بلند فرمائے، آپ کے صدقے میں ہمیں عقائدِ اہلِ سُنّت پر استقامت کے ساتھ ساتھ بخشش و مغفرت سے نوازے۔

خالقِ کائنات اُمّت کو دینی غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے غزہ کے مظلوموں کے ساتھ عملی طور پر تعاون کرنے کی توفیق سے نوازے۔

ربِّ کریم پاکستان کو تمام بحرانوں سے نجات عطا کرے، حکمرانوں کو دین کا خیر خواہ اور عوام کا خدمت گزار بنائے۔

آمین بجاہ النبیِّ الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!